شعر کی حقیقت،تاریخی پس منظر اور شرعی حکم

The Reality of Poetry, Historical Background and Its Shari'ah Ruling

مقالہ نگار: **ڈاکٹر محمد اسلم خان**

پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان

maslamkhanqurtuba@gmail.com

معاون مقالہ نگاران: **ڈاکٹر محمد فخر الدین**

لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں

محمد وارث

ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، ڈیرہ اسماعیل خان

Abstract

Poetry means, the collection of symmetrical and rhythmical words which a poet spells out his ideas to make his expression more attractive for the readers. Poetry is a form of literature which reflects complete picture of the history. It has been hoby of humans since ancient times. It is believed that the first ever couplet was said by Hazrat Adam in grief of his son Hazrat Habīl who was killed by Qabīl. According to Hazrat Muhamma (PBUH), poetry is a part of wisdom, unless it is based on obscenity. This article is an attempt to highlight a concise history and reality of poetry also to analyze the permissiblilty and prohibition of poetry in the light of Shari'ah.

Keywords: Poetry, Shari'ah, Historical Backgroud.

تعارف

شعر، جس کا اطلاق ہر اُس موزون و مقفّٰی کلام یعنی نادر، حسین اور اثر آفرین الفاظ کے مجموعے پر ہوتا ہے، جس کے ذریعے شاعر شگفتہ اسلوب میں اپنا مافی الضمیر، براہِ راست سامع کے دل میں ڈال کر اُسے اپنا گرویدہ بنا دیتا ہے۔ شعر، ادب کے اصناف میں سے ہے اور ادب اپنے زمانہ کی پوری تصویر اور تاریخ کا صحیح عکاس ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی لغت و زبان کے ایک دور کا ادب پڑھ کر اس عہد کے لوگوں کے اعتقادات، علمی سطح اور انکی عملی قوتوں کا پورا پورا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ادب کے جملہ اصناف میں سے شعر کا تعلق نہ صرف فطرت انسانی سے بہت گہرا ہے بلکہ کسی قوم کے جملہ ادبی، علمی، معاشی رجحانات کو محفوظ رکھنے کے لئے شعر سے بڑھ کر ادب

کی کوئی اور صنف نہیں۔ لہٰذا انہی اوصاف کی بدولت انسانی زندگی کو پُر ذوق بنانے کے لئے شعر و شاعری کی حقیقت و اہمیت واضح ہے۔ زیرِ نظر مقالہ میں شرعی نقطہ نظر سے شعر و شاعری کے جواز و عدم جواز سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

شعر کی لغوی واصطلاحی تعریف

شعر کے لغوی معنی علم کے ہیں۔ ویأتی بمعنی العلم، یقال لیت شعری فلانا او عن فلان او لفلان ما صنع[1] (کاش کہ مجھے فلاں کے متعلق علم ہوتا) اور اس کی جمع اشعار ہے، شعر اصل میں بال کو کہتے ہیں، اور بال بہت باریک ہوتا ہے اور اشعار میں بھی بہت دقیق اور باریک مضمون ہوتا ہے اس لیے اس کلام موزون کو بھی شعر کہا جاتا ہے اور اس کی تائید علامہ راغب اصفہانی کے اس قول سے ہوتی ہے۔

فالشعر فی الاصل اسم للعلم الدقیق فی قولهم لیت شعری[2]

"شعر اصل وضع میں ایک دقیق چیز کا نام ہے جو کہ اہل عرب کے قول لیت شعری سے ماخوذ ہے، پھر لغت ہی میں یہ ہر اس کلام کو کہا جانے لگا جو محض خیالی مضامین پر مشتمل ہو"۔

علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی لکھتے ہیں:

اصطلاح میں اس کلام کو شعر کہتے ہیں جس میں قصداً کلام کے آخری الفاظ کو ایک وزن اور ایک قافیہ پر لایا گیا ہو اور اگر کسی کلام کا آخر بغیر قصد کے ایک وزن پر ہو تو اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔ اس لحاظ سے یہ آیت شعر نہیں ہو گی۔ **الذی انقض ظهرك. ورفعنا لک ذکرک**[3] (اور جس نے آپ کی پشت مبارک کو بوجھل کر دیا تھا، اور ہم نے آپ کے ذکر کو آپ کی خاطر بلند کر دیا) یہ کلام بھی مقفی اور موزوں ہے لیکن یہ شعر نہیں ہے کیونکہ اس آیت کے آخری الفاظ کو قصداً ایک وزن پر نہیں لایا گیا، اسی طرح دوسری آیات بھی جو موزون اور مقفی ہیں وہ اشعار نہیں ہیں کیونکہ ان کو موزون اور مقفی لانے کا مقصد نہیں کیا گیا اور منطقیوں کی اصطلاح میں شعر اس کلام کو کہتے ہیں جو خیالی باتوں سے بنایا جائے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کسی چیز پر راغب کیا جائے یا کسی کو کسی چیز سے متنفر کیا جائے[4]۔

بعض نے کہا شعر سے مراد الموزون المقفّٰی من الکلام ہے۔[5] یعنی وہ موزون کلام جو نادر افکار، پُر تاثیر و معنی خیز مناظر و حالات کی صحیح ترجمانی و عکاسی کرے۔ شعر کے موزون و مقفّٰی کلام ہونے میں ہمارے ہاں تاریخ ادب عربی کے حوالہ سے عربی نظم کے قدیم ترین نمونے موجود ہیں۔ ان میں اوزان اور قوافی کے نہایت پختہ اور مکمل قواعد ملحوظ رکھے گئے ہیں۔ بلکہ شعر میں قوافی کا ہونا تو بالکل

ناگزیر ہے۔[6] بعض مصطلحین نے شعر کی اصطلاحی تعریف میں قصد کی شرط کا اعتبار کیا ہے۔ المنجد الابجدی میں ہے: کلام یقصد به الوزن والتقفیه۔[7]

اسی طرح الموسوعۃ الفقھیہ میں بھی شعر کی اصطلاحی تعریف میں قصد کی شرط کا ذکر ہے۔

الکلام المقفّی الموزون علی سبیل القصد[8] "شعر سے مراد علی سبیل القصد موزوں و مقفی کلام ہے"۔

شعر و شاعری اور اس کا تاریخی پس منظر

تاریخ کے تناظر میں جب ہم ادب کے جملہ اصناف پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ شعر سے بڑھ کر کوئی اور صنف، اثر پذیری کے اعتبار سے انسانی طبائع سے زیادہ قریب نہیں جس کا قطعی ثبوت ہمیں اس امر سے ملتا ہے کہ تمام لغات کے علم و ادب کی ابتداء شاعری سے ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شعر کا یاد رکھنا اور اس کے توسط سے قومی روایات کو ابدی زندگی سے مربوط کرنا نہایت ہی آسان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عربی ادب کی ابتداء بھی شعر سے روایت کی جاتی ہے۔ بلکہ ہر قوم کے علمی، ادبی، ثقافتی، معاشی، ذہنی اور قلبی رجحانات کو احاطہ علم میں لانے کے لئے شاعری سے بڑھ کر ادب کی کوئی اور صنف ممد و معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

مورخین نے کہا ہے کہ سب سے پہلا شعر حضرت آدم (علیہ السلام) نے کہا تھا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تھا تو انہوں نے اس کے غم میں یہ اشعار کہے۔[9]

تغیرت البلاد ومن علیها فوجه الارض مغبر قبیح
تغیر کل ذی طعم ولون وقل بشاشة الوجه الملیح
وهابیل اذاق الموت فانی علیک الیوم محزون قریح

"تمام شہر اور ان کے رہنے والے متغیر ہو گئے، زمین کا چہرہ غبار آلود اور خراب ہو گیا، ہر ذائقہ والی اور رنگ دار چیز متغیر ہو گئی اور چہروں کی بشاشت اور ملاحت کم ہو گئی۔ اے ہابیل تو نے موت کا ذائقہ چکھ لیا اور تجھ پر میری طبیعت غمزدہ اور ملول ہے"۔

قاسم بن سلام بغدادی نے کہا سب سے پہلا شعر حضرت نوح (علیہ السلام) کے بیٹوں میں سے یعرب بن قحطان نے کہا۔ اور فارسی میں سب سے پہلا شعر بہرام گور نے کہا جبکہ بعض نے کہا محمد بن وصیف سیستانی نے کہا۔[10]

سب سے پہلے جس نے مدح اور تعریف میں قصائد کی بنیاد رکھی وہ چوتھی صدی ہجری کے اوائل میں خراسان، بخارا اور ہرات کے سلطان احمد بن نوح السامانی کا درباری شاعر تھا جس کا نام رودکی تھا۔[11]

اہل مکہ وحجاز اور بلاد عرب میں صنف شعری نے ترقی پائی کیونکہ شعر کا لفظ نظم کی اکائی کے مفہوم میں جاہلیت کی شاعری میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور میں شعراء بہت زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ شاعر قبیلہ کا سردار، ان کی روایات کا محافظ، امن میں ان کا رہبر اور جنگ میں مرد میدان ہوتا تھا۔ بلکہ ہر قبیلہ کی خواہش ہوتی تھی کہ اس میں شاعر، لیڈر اور مقرر پیدا ہوں۔ لیکن ان تینوں میں سب سے زیادہ محبوب شخص ان کے ہاں شاعر ہوا کرتا تھا۔ اس لئے جب کسی قبیلہ میں کوئی شاعر بن کر ابھرتا تو تمام اہل قبیلہ اکھٹے ہوتے، دعوتیں کرتے، جشن مناتے اور دیگر قبائل اسے مبارک باد دیتے۔ کیونکہ وہ نہ صرف ان کا محافظ جان ہوتا، بلکہ محافظ عزت و عصمت بھی۔[12]

زمانہ جاہلیت کے بعد عہدِ رسالت میں بھی شعر و شاعری اسی طرح جاری رہی، ہاں رسول اکرم ﷺ شاعروں کے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے کے خلاف تھے۔ مگر پھر بھی ﷺ فن شاعری سے متنفر نہ تھے۔ بلکہ شعر سے اُنس بھی رکھتے تھے بشر طیکہ اسکا استعمال صحیح ہو اور اس میں ارادہ نیک ہو۔ آپ ﷺ نے شاعری کے سننے میں رواداری کا رویہ اختیار فرمایا۔ بعض شاعروں کو انعام دیئے اور شاعری کے بارے میں ارشاد فرمایا: ان من الشعر لحکمة[13] "بے شک بعض شاعری حکمت و دانشمندی ہوتی ہے"۔

جن شعراء کو نبی کریم ﷺ کا زمانہ دیکھنا نصیب ہوا ان میں حضرت لبید، حضرت علی اور کعب بن زہیر قابل ذکر ہیں۔[14]

خلافتِ راشدہ میں بھی شاعری کی وہی حالت رہی جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تھی۔ آپ کے یہ اولین جانشین، شعر عرب کے خوب ماہر تھے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی طرف بہت سے اشعار منسوب ہیں۔ حضرت علیؓ کے اشعار ایک دیوان کی صورت میں جمع کئے جاچکے ہیں۔[15]

اس زمانے میں سب سے بڑا مسئلہ اشاعتِ دین تھا نہ کہ علم وادب کی ترقی، مگر اس کے باوجود ادب اور شاعری کے انحطاط کا زمانہ بھی نہ تھا۔[16] خلافتِ راشدہ کے بعد دور بنی امیہ میں دار الخلافہ مدینہ منورہ کی بجائے دمشق قرار پایا جو کہ ایک قدیم شہر تھا۔ اور جس کے ارد گرد سرسبز و شاداب باغات، قسم قسم کے میوے بکثرت پیدا ہوتے۔ نیز یہاں کے باشندے بھی نہایت ہی حسین و جمیل، مہذب و شائستہ تھے۔ یہ جنت کا ٹکڑا فتح کیا گیا تو اہل دمشق کے فاتحین اسیر ہو گئے۔ یہاں کی عورتیں اکثر فنِ موسیقی میں بھی ماہر تھیں۔ ان کی دیکھا دیکھی میں مسلمان عربوں کو بھی موسیقی کا شوق پڑا، باوجود اس کے کہ موسیقی اسلام میں ممنوع ہے۔ جس کا اثر عربی شاعری پر پڑا، خلفاء نے بھی شاعری میں بہت دلچسپی لی۔ لہٰذا ان وجوہ کی بناء پر شاعری میں پھر جاہلی عصبیت اور اخلاقی پستی کا عود کر آنا لازم امر تھا۔

عہدِ عباسی میں شعر و شاعری کی حالت مزید ابتر ہو گئی۔ مدح میں مبالغہ آرائی، ہجو میں فحش گوئی عام ہوئی، اور شعراء حضرات شراب نوشی کے عادی بن گئے۔ اسی وجہ سے اُس دور کے شاعری موضوعات میں ان کا یہ اثر ظاہر ہے، جس میں شراب اور میکدہ کی تعریف، وصف شکار، آوارگی، عریانی اور ہنسی مذاق وغیرہ شامل ہیں۔[17]

قرآن حکیم اور شعر و شاعری

ادب اور عملی زندگی میں شعر کی قدر و قیمت اور مقام وہ نہیں جو عربوں نے دے رکھا تھا، کیونکہ شعر کو بالعموم خیالی جذبات کے اُبھارنے اور عملی زندگی سے دوری کے فن کے ماسوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا، اس لئے قرآن حکیم نے عرب قوم کو حق سے اعراض کے اسباب میں سے ایک شعر کو بھی گردانا ہے۔ اور ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانے کی سعی کی ہے جو حق پر مبنی ہے، کہ شاعر بہت کم ہی اپنے کہے پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے اور یہ حقیقت ان پر خود بھی واضح تھی کہ شاعر عموماً خیالات کی دنیا میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ اس لئے نعوذ باللہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بھی شاعر کہا۔ قرآن نے نہ صرف ان کے اس جھوٹے دعوے کا رد اور صحیح راستہ کی نشاندہی کی بلکہ مؤمنین اور ان کی شاعری کو سراہا اور تعریف بھی کی۔ قرآن حکیم کے درجہ ذیل آیات کریمہ میں شعر و شاعری کا بیان یوں ہے:

1- وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ‎ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ‎ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ.[18] "اور شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بھٹکے ہوئے ہیں، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر وادی میں سرگرداں پھرتے ہیں اور وہ باتیں کرتے ہیں جن پر خود عمل نہیں کرتے"۔ اس آیت کے ضمن میں پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

یہاں ایک چیز غور طلب ہے کہ شعر کی تعریف تو یہ کی جاتی ہے الکلام المنظوم المقفی۔ یعنی منظوم اور مقفی کلام کو شعر کہا جاتا ہے۔ ایک بے علم عجمی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ قرآن پر یہ تعریف صادق نہیں آتی تو اہل عرب کے متعلق ہم یہ کیسے باور کر سکتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کو اس وجہ سے شعر اور حضور کو شاعر کہا کرتے تھے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: والظاهر انهم انما قصدوا رميه (ﷺ) بانه وحاشاه ثم حاشاه ياتى بكلام مخيل لاحيققة له۔ "حضور ﷺ پر یہ الزام لگانے میں ان کا مقصد یہ ہوا کرتا تھا کہ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کہ آپ ایسا کلام سناتے ہیں جس میں محض خیال آرائی ہوا کرتی ہے اور جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی علاقہ نہیں ہوتا"۔ علامہ راغب اصفہانی اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں کہ شعر کو وہ جھوٹ کے معنی میں استعمال کرتے تھے اور شاعر سے مراد ان کے نزدیک کاذب تھا۔ اسی لیے اہل عرب جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعریہ کہتے ہیں۔ انما رموه بالكذب فان الشعر يعبر به من الكذب والشاعر الكاذب حتى سمى قوم الادلة الكاذبة الشعرية ولكون الشعر مقرالكذب قيل احسن الشهر الكذبه "جھوٹ

کو شعر اور جھوٹے کو شاعر بھی کہا جاتا ہے اسی لیے جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعر کہتے ہیں۔ نیز وہ شعر جس میں جھوٹ کی حد تک مبالغہ ہو بہترین شعر شمار ہوتا ہے"۔[19]

2- بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ مَا آمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ[20] "صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ (کفار لوگ) کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم تو پراگندہ کن خوابوں کا مجموعہ ہے بلکہ اس نے خود اسے گھڑ رکھا ہے، بلکہ وہ شاعر ہے ورنہ ہمارے پاس ضرور ایسی نشانی لاتا جیسے اگلے پیغمبر بھیجے گئے، ان سے پہلے جتنی بستیاں ہم نے اجاڑیں وہ سب ایمان سے خالی تھے"۔ اس آیت کے ضمن میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں:

"اور انہوں نے کلامِ حق کو صرف جادو کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یوں بھی کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں۔ (کہ واقع میں دلکش بھی نہیں) بلکہ (اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ) انہوں (پیغمبر نے) اس کو (قصداً واختیاراً اپنے دل سے) تراش لیا ہے (اور خواب کے خیالات میں تو انسان قدرے بے اختیار اور معذور اور مبتلائے اشتباہ بھی ہو سکتا ہے اور یہ افتراء کچھ قرآن کے ساتھ خاص نہیں) بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں۔ (ان کی تمام باتیں ایسی ہی تراشیدہ اور خیالی ہوتی ہیں خلاصہ یہ کہ رسول نہیں ہیں اور بڑے مدعی رسالت کے ہیں) تو ان کو چاہیئے کہ ایسی کوئی (بڑی) نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے (اور بڑے بڑے معجزات ظاہر کئے، اس وقت ہم رسول مانیں اور ایمان لائیں اور یہ کہنا بھی ایک بہانہ تھا۔ ورنہ انبیاء سابقین کو بھی نہ مانتے تھے، حق تعالی جواب میں فرماتے ہیں) اُن سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے (باوجود ان کے فرمائشی معجزات ظاہر ہو جانے کے) ایمان نہیں لائے۔ سو کیا یہ لوگ (ان معجزات کے ظاہر ہونے پر) ایمان لے آویں گے۔ (اور ایسی صورت میں ایمان نہ لانے پر عذاب نازل ہو جائے گا۔ اس لئے ہم وہ معجزات ظاہر نہیں فرماتے اور قرآن کا معجزہ کافی ہے)"[21]

3- وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ[22]

"اور ہم نے اپنے حبیب کو شعر نہ سکھایا اور نہ یہ ان کہ شایان شان ہے یہ تو نہیں مگر نصیحت اور قرآن روشن ہے تاکہ ڈر سنائے اس قوم کو جو روح ایمان کے ساتھ زندہ ہے اور قوم کفار پر حق ثابت ہو جائے"۔

اس آیت کے ضمن میں ابوالحسنات محمد احمد قادری لکھتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے کبھی شعر تخلیق نہیں فرمایا اگرچہ آپ اس پر قادر تھے تاہم یوم حنین میں حضور سید عالم ﷺ کا انا النبی لا كذب انا ابن عبد المطلب فرمانا (کہ میں نبی مرسل ہوں، جھوٹا نہیں ہوں بلکہ عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) کلام مسجع ومقفی ضرور ہے لیکن اس سے آپ کا قصد شعر گوئی نہ تھا، لہذا اسے شعر نہیں کہہ سکتے بلکہ کلام مقفی کہیں گے جو علی سبیل القصد زبان درفشاں پر

جاری ہو گیا۔[23] اور ایسے کلام موزوں اکثر حضور سید عالم ﷺ نے فرمائے اس لئے کہ آپ افصح العرب والعجم ہیں چنانچہ حدیث میں بھی ایسے الفاظ مقفی آتے ہیں حیث قالہ ﷺ۔

کلمتان خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان حبیبتان الی الرحمن سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.[24]

"دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے، میزان پر بھارے اور رحمان کی بارگاہ میں محبوب ترین ہیں اور وہ دو کلمے یہ ہیں: اللہ تعالی کی ذات پاک ہے اور تمام تعریفوں کا مالک وہی ہے اور اللہ تعالی کی ذات عظیم ہے اور پاک ہے"۔

وروی انہ ﷺ اصاب اصبعہ الشریفة حجر فی بعض غزوائہ قدمیت فتمثل بقول الولید بن مغیرة علی ما قالہ ابن ہشام فی السیرة وابن رواحة علی ما صححہ ابن الجوزی. ما انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت[25]

"سیرت ابن ہشام میں ابن رواحہ سے مروی ہے جس کی تصحیح ابن جوزی بھی کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی انگشت مبارک پتھر سے کسی غزوہ میں زخمی ہو گئی اور خون دینے لگی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو کیا ہے مگر ایک انگلی جو خون دے رہی ہے، حالانکہ اللہ کے راستہ میں تجھے تکلیف پہنچی جو پہنچی"۔اور آپ ﷺ نے ابن رواحہ کا یہ شعر بھی پڑھا۔

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع[26] اس کا پیٹ بستر سے جدا رہتا تھا، جب مشرکین پر بستر تنگ پڑ گئے تھے،

وروی انہ علیہ السلام انشد "نبی کریم ﷺ نے یہ شعر بھی پڑھا۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا ویاتیک من لم تزود بالاخبار[27]

"زمانہ تجھ پر وہ باتیں واضح کرے گا جن سے تو ناواقف تھا اور تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جسے تو زاد راہ دے کر نہیں بھیجا تھا"۔

اس پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ لیس ھکذا یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول شعر اس طرح نہیں ۔ فقال علیہ السلام انی واللہ ما انا بشاعر ولا ینبغی لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں قسم بخدا شاعر نہیں اور شاعری میری شایان شان بھی نہیں"۔

بیہقی اپنی سنن میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راویت ہے:

قالت ما جمع رسول اللہ بیت شعر قط الا بیتا واحدا تفاءل بما تھوی یکن فلقلما یقال لشیء کان الا تحقق قالت عائشة ولم یقل تحققا لئلا یعربہ فیسیر شعرا[28]

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نے کبھی مصرعہ کا شعر نہیں فرمایا مگر ایک بیت۔ آپ ﷺ نے اس لئے پورا شعر نہیں کہا کہ کہیں وزن شعری میں پورا نہ ہو جائے بلکہ تحقق فرمایا"۔

4- إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ[29] "جب ان سے کہا جاتا ہے اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو یہ سرکشی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کیا ہم ایک مجنون

شاعر کے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ نہیں نہیں بلکہ آپ ﷺ تو حق لے کر آئے ہیں اور تمام رسولوں کی تصدیق کرتے ہیں۔اس آیت کی تفسیر میں مولانا تھانوی لکھتے ہیں:

جب ان سے (بواسطہ رسول ﷺ) کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں تو (اس کے ماننے سے) تکبر کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ (کے کہنے) کی وجہ سے چھوڑ دیں گے؟ (پس اس میں توحید اور رسالت دونوں کا انکار ہو گیا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ پیغمبر نہ شاعر ہیں نہ مجنون) بلکہ (پیغمبر ہیں کہ) ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور (اصول توحید وغیرہ میں) دوسرے پیغمبروں کی تصدیق (اور موافقت) کرتے ہیں (یعنی ایسے اصول بتلاتے ہیں جس میں سب رسول متفق ہیں پس وہ اصول بے شمار دلائل کی روشنی میں حق ہیں۔ خیال بندی نہیں اور حق بات کا کہنا جنون نہیں)"[30]

5- أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ[31] "کیا کافریوں کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے ہم اس پر زمانے کے حوادثات کا انتظار کرتے ہیں۔ فرما دیجیے تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں"۔

اس آیت کے ضمن میں مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

اس آیت میں ان کافروں کی تردید ہے جو کبھی حضور ﷺ کو شاعر اور کبھی کاہن کہا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔[32]

6- إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ[33] "بیشک یہ بزرگ رسول کا قول ہے، کسی شاعر کا قول نہیں ہے لیکن تم کم ہی اس پر ایمان رکھتے ہو"۔اس آیت کے ضمن میں شاہ فہد عبد العزیز لکھتے ہیں:

یہ کلام مقدس کسی شعر کی صنف سے نہیں اور نہ اس کے مشابہ ہے تو پھر یہ کسی شاعر کا کلام کیسے ہو سکتا ہے۔[34]

احادیث رسول ﷺ اور شعر و شاعری

نبی کریم ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ جن میں شعر و شاعری اور شعراء کا ذکر ہے، درج ذیل ہیں:

1- عن ابی سعید رضی الله عنه قَالَ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعَرجِ اِذ عَرَضَ شَاعِر يُنشِدُ فَقَالَ رسول الله ﷺ خُذوا الشَّيطَانَ اَوْ امسِكوْا الشَّيطان لَأَنْ يمتلئَ جوفُ رَجُلٍ قيْحاً خير له مِنْ اَنْ يَّمتلى شعراً[35]

"حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم عرج (یمن میں ایک بستی کا نام ہے) میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے کہ سامنے سے ایک شاعر نمودار ہوا جو شعر پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان کو پکڑو یا شیطان کو روکو (راوی کو شک ہے) کسی آدمی کے پیٹ کا پیپ سے بھرا ہوا ہونا بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرا ہوا ہو"۔

2- عن ابی هريرة رضى الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی الله علیه وسلم قَالَ اَصْدَقَ کَلِمَةٍ قَالَهَا الشّاعِرُ کَلِمَةُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیٍ مَا خَلَا الله بَاطِل[36]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سب سے سچا کلمہ وہ ہے جو لبید شاعر نے کہا ہے کہ اللہ تعالی کے سوا ہر چیز فانی ہے"۔

3- عن عمرو بن ثرید عن ابیه قال ردفتُ رسول الله ﷺ یوماً فَقَالَ هَلْ مَعَکَ مِنْ شِعْرِ اُمَیَّه بن ابی الصَّلْتِ شَیئ قَلت نَعَمْ قَالَ هِیْهِ فَانشَدته بیتاً فقال هِیه ثم انشدته بیتاً فقال هیه حتّٰی انشدته مأئة بیتٍ[37]

"عمرو بن ثرید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں امیہ بن ابی الصلت کے اشعار یاد ہیں میں نے کہاہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے ایک بیت پڑھا، آپ ﷺ نے مزید کا حکم دیا۔ میں نے ایک بیت اس کااور پڑھا۔ آپ ﷺ نے فرمایامزید پڑھو۔اس طرح میں نے سو(۱۰۰) بیت اسکے پڑھے"۔

4- عن البراء قال قال النبی صلی الله علیه وسلم یوم قریظة لحسان بن ثابت اُهجِ المشرکین فَاِنَّ جبرئیل معکَ وکان رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لحسان اجب عنی- اللّٰهُمَّ ایّده بروحِ القُدس۔[38]

"حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریظہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہا کہ مشرکین کی ہجو کرو۔ بے شک جبرئیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں اور رسول اللہ ﷺ حضرت حسان کو ہجو کرنے کا حکم اور دُعا کرتے یااللہ حضرت حسان کی مدد حضرت جبرائیلؑ کے ذریعہ سے فرما"۔

5-عن انس رضی الله عنه اَن النبیّ ﷺ دَخَلَ مَکَّۃَ فِی عُمرَۃِ القَضآء و عبد الله بن رواحة بین یَدَیْهِ یمشی وَ یقول:

خَلُّو بنی الکفار عن سبیله   الیوم نضربکم علیٰ تنزیله

ضربًا یزیل الهام عَن مقیله   ویُذهلُ الخلیل عن خلیله

فقال عمر یا ابن رواحة بین یَدَیْ رسول الله ﷺ و فی حَرَمِ الله تَقُوْل الشعر فقال له النبی ﷺ خلِّ عَنْهُ فَلهی اسرَع فیهم من نَضحِ النَّبل[39]

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کی قضاء کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے آگے آگے جارہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے (جو اُوپر حدیث میں مذکور ہیں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہااے ابن رواحہؓ تم حرم پاک میں رسول اللہ ﷺ کے آگے یہ اشعار پڑھ رہے ہو (یعنی تمہیں ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیئے) رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کاراستہ چھوڑدو، یہ اشعار کفار کے لئے تیروں سے بھی زیادہ سخت ہیں"۔

6۔ حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے شعر کاذکر کیا گیاتو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شعر کلام ہے،اس کا

اچھا کلام، اچھا ہے اور برا کلام، برا ہے۔[40] پھر فرمایا: اور بیشک وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر خود عمل نہیں کرتے۔

شعر وشاعری کا شرعی حکم

سورۃ شعراء کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جہاں شعراء کی مذمت بیان کی ہے اسی کے ساتھ ہی اس مذمت سے ان شعراء کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو ایمان والے اور عمل صالح کرتے ہیں، ذکر اللہ کرتے ہیں اور اپنے ساتھ ظلم کا بدلہ، کفار ومشرکین کی ہجو میں لیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شعر وشاعری مطلقاً قابل مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں بعض میں حضور ﷺ سے شعر وشاعری اور شعراء کی مدح اور ان کی حوصلہ افزائی معلوم ہوتی ہے اور بعض احادیث میں ان کی مذمت کا ذکر ہے۔ ان دونوں پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کے شرعی حکم میں تفصیل ہے۔ سب سے پہلے محدثین عظام رحمہم اللہ کے اقوال ذکر کئے جائیں گے، بعد میں فقہاء رحمہم اللہ کے اقوال کا ذکر ہوگا۔

فقہاء اور محدثین کرام کی نگاہ میں شعر وشاعری کا حکم

1۔ حضرت ابن قدامہؒ شعر وشاعری کے حکم کے بارے میں فرماتے ہیں:

ليس فى اباحة الشعر خلاف و قد قاله الصحابة والعلماء والحاجة تدعوا اليه لمعرفة اللغة العربية والاستشهاد به فى التفسير و لتعرف معانى كلام الله تعالىٰ و كلام رسول الله ﷺو يستدل به ايضاً على النسب والتاريخ و ايام العرب و يقال الشعر ديوان العرب[41]

"ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ شعر کے مباح ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صحابہ اور علماء نے اشعار کہے ہیں اور شعر وشاعری کی طرف حاجت بھی ہے کہ اس سے لغت عربی سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ تفسیر کے سمجھنے میں انہی اشعار سے استشہاد کیا جاتا ہے۔ کلام اللہ اور احادیث رسولؐ کے سمجھنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ نسب، تاریخ، عرب کی تاریخ پر استدلال کے طور پر کام دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شعر دیوان العرب ہیں"۔

2۔ ابن عربی فرماتے ہیں:

الشعر نوع من الكلام قال الشافعى حسنه كحسن الكلام و قبيحه كقبيحه يعنى ان الشعر ليس يكره لذاته وانما يكره لمتضمناته۔[42]

"شعر کلام کی قسم میں سے ہے جیسے کلام میں حسن وقبیح ہوتا ہے۔ ایسا ہی شعر میں بھی ہے، یعنی شعر بذاتہ مکروہ نہیں ہے بلکہ اپنے متضمنات ومشتملات کی وجہ سے مکروہ ہے"۔

3۔ رئیس المحدثین علامہ نووی فرماتے ہیں:

قال العلماء كافة الشعر مباح مالم يكن فيه فحش ونحو وهو كلام حسنه حسن و قبيحه قبيح، وهذا هو الصواب فقد

سمع النبی ﷺ الشعر واستنشده وامر به حسان بن ثابت رضی الله عنه فی هجاء المشرکین وانشده اصحابه بحضرته فی الاسفار وغیرها وانشده الخلفاء وائمة الصحابة و فضلاء السلف ولم ینکره احد منهم علی اطلاقه وانما انکروا المذموم منه وهوا لفحش و نحوه۔ [43]

"تمام علماء یہ فرماتے ہیں کہ شعر مباح ہے جب تک اس میں فحش مضامین وغیرہ نہ ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ شعر کلام ہے جیسے کلام کا حسن، حسن ہے اور قبیح، قبیح ہے۔ یہی حکم شعر کا ہے اور یہی زیادہ صحیح اور درست قول ہے۔ وہ استدلال میں یہ پیش کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے اشعار سُنے ہیں اور سننا چاہا ہے (یعنی پسند فرمایا ہے) اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مشرکین کی ہجو کرنے کا حکم دیا ہے۔ صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کی موجودگی میں اشعار کہے ہیں۔ خلفاء راشدین، جلیل القدر صحابہ، بزرگانِ دین نے اشعار کہے ہیں اور مطلقاً کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے۔ انہوں ے صرف ان اشعار کو ناپسند کیا ہے جو فحش، جھوٹ اور مبالغہ پر مشتمل اشعار ہوں"۔

4۔ علامہ شیخ منصور علی ناصف اپنی کتاب التاج الجامع للاصول فی احادیث الرسول ﷺ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں:

وهو فی اصله مکروه ولا ینبغی لانه مظنة التفاخر والضلال وربما جرالی ذالک کهجو من لا یجوز هجوه ومدح من لا یجوز [44]

"شعر اصل میں مکروہ عمل ہے کیونکہ یہ فخر اور گمراہی پر مشتمل ہوتا ہے اور بعض دفعہ تو ناجائز مذمت سے بھرا ہوتا ہے یا مبالغہ آرائی سے مملوء ہوتا ہے"۔

مدحه وروی الشافعی رضی الله عنه قوله: [45]

ولولا الشعر بالعلماء یزری* 　　 لکنت الیوم اشعر من لبید

اسی بناء پر امام شافعی نے فرمایا: اگر شعر کہنا علماء کے لیے عیب کا باعث نہ ہوتا تو میں لبید بن ربیعہ سے بڑا شاعر ہوتا۔

وعلی هذا بعضهم-- وقال الجمهور ان الشعر فی اصله مباح فهو کلام حسنه حسن و قبیحه قبیح فحسنه یتنزل علیه حدیث ابی بن کعب الآتی اِن من الشعر حکمة و قبیح یتنزل علیه حدیث ابن عمر الآتی بل یکون شرا من الداء العضال [46]

"لیکن امام شافعی کے اس منظوم کلام کی بناء پر بعض علماء نے شعر کا مباح ہونا ثابت کیا ہے اور جمہور علماء کا قول مختار بھی یہی ہے کہ شعر کا اچھا کلام مباح ہے اور قبیح کلام برا ہے اور شعر کے اچھا ہونے پر ابی بن کعب کا قول شاہد ہے کہ شعر حکمت ہے، اور اس کے برا ہونے پر ابن عمر کی روایت شاہد ہے کہ شعر شر انگیزی ہے۔

عن ابن عمر رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: لَأَنْ یمتلیَ جوفُ رَجُلٍ قیحاً خیر له مِنْ اَنْ یَّمتلی شعراً [47]

"حدیث پاک میں ہے کہ کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھرا ہوا ہو تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعر سے بھرا ہوا ہو"۔

5۔ علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

و خلا عن الهجو ومن الاغراق فی المدح والكذب المحض والغزال الحرام فانه يكون جائزا[48]

"وہ شعر جو ہجو اور کسی کی تعریف میں مبالغہ اور جھوٹ اور غزل حرام سے خالی ہو تو ایسا شعر جائز ہے"۔

حضرات محدثین کرام کے ان اقوال سے ثابت ہوا کہ نہ تو شعر مطلقاً حرام ہے اور نہ ہی مکروہ۔

6۔ علامہ ابن عابدینؒ شہاب خفاجی سے نقل کرتے ہیں:

معرفة شعر اهل الجاهلية والمخضرمين والاسلاميون رواية ودراية فرض كفاية عند فقهاء الاسلام [49]

"اہل جاہلیہ، مخضرمین اور اسلامیوں کی شعر و شاعری کی معرفت روایۃ و درایۃ فقہاء کے نزدیک فرض کفایہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس سے عربی قواعد و ضوابط جس پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس میں بیان کردہ شرعی احکامات کی معرفت موقوف ہے، سے واقفیت ہوتی ہے"۔

فقہاء کے قول کے مطابق بعض شعر و شاعری مندوب کے حکم میں ہے اور یہ وہ اشعار ہیں جو حمد و نعت اور منقبت صحابہؓ پر مشتمل ہوں۔ جس میں وعظ و نصیحت ہو، اچھے اخلاق کے اختیار کرنے کی ترغیب اور معاصی و منکرات سے بچنے کی تلقین پر مشتمل ہوں۔[50]

بعض اشعار کو فقہاء نے حرام قرار دیا ہے جیسے کسی مسلمان یا ذمی کی ہجو پر مشتمل اشعار یا ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جو جائز نہ ہو جیسے شراب کے وصف میں اشعار کہنا، یا شعر میں جھوٹ بولنا، حد سے تجاوز جس کو مبالغہ پر حمل کرنا ممکن نہ ہو یا کسی معین امرد (بے ریش لڑکے) یا اجنبی عورت کی تعریف کرنا یا لغو و فضول اشعار بولنا۔[51]

بعض اشعار مکروہ کے حکم میں ہیں۔ احنافؒ کے نزدیک مکروہ اشعار وہ ہیں جس پر کوئی شخص مداومت کرے۔ اس کو اپنا ایسا مشغلہ بنا لے کہ وہ ذکر اللہ سے اور علوم شرعیہ ضروریہ کے حصول سے اس کو غافل کر دے۔ اور ایسے ہی وہ اشعار جس میں فسق اور شراب کی تعریف ہو۔[52]

مالکیہ کا قول ہے کہ چونکہ اشعار میں مبالغے ہوتے ہیں جس سے شاعر لوگ بچ نہیں سکتے۔ ایسے ان کی کثرت مکروہ ہے۔[53] حنابلہؒ فرماتے ہیں کہ ہجو پر مشتمل اشعار اور جس میں عورتوں کے اوصاف کا ذکر ہو مکروہ ہیں۔[54]

احناف، مالکیہ اور شوافعؒ نے وہ اشعار جو مکروہ اور حرام کے حکم میں نہ ہوں ان کو مباح قرار دیا ہے اور اس کے لئے بطور استدلال کے وہ پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بعض صحابہ شعراء کے کلام کو خود سماعت فرماتے تھے۔ جیسے حسان بن ثابتؓ، عبداللہ بن رواحہؓ اور کعب بن مالکؓ اور ایسے ہی ایک دفعہ آپ ﷺ نے امیہ بن الصلت کے سو اشعار سنانے کا ایک صحابی کو حکم دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے جب حضور ﷺ کا وہ فرمان ذکر کیا گیا جو اشعار کی مذمت کے بارے میں ہے تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، ان اشعار سے نبی کریم ﷺ کی مراد وہ اشعار ہیں جو آپ ﷺ کی مذمت

میں کہے گئے تھے یا شعر گوئی کو ایسا مشغلہ بنانا جس کی وجہ سے قرآن واحادیث اور ذکر واذکار سے محروم رہ جائے۔[55]

خلاصۃ البحث

قرآن واحادیث اور محدثین وفقہاء کے اقوال سے یہ ثابت ہوا کہ اشعار مطلقاً نہ حرام ہیں اور نہ ہی مکروہ، بلکہ بعض حالات میں وہ فرض کفایۃ اور مندوب کا حکم اختیار کر لیتے ہیں اس لئے اس کے حکم میں تفصیل ہے اگر اشعار پڑھنا پڑھانا، سیکھنا سکھانا اس لئے ہو کہ عربی لغت اور عربی محاورہ سے واقفیت حاصل ہو جائے تاکہ قرآن وحدیث کا سمجھنا آسان ہو جائے تو فرض کفایہ ہے۔اور اگر اشعار کہنے میں مشرکین کی ہجو ہو یا وہ مسلمانوں اور اسلام کی مذمت میں اشعار کہتے ہوں، اس لئے ان کی ہجو کی جائے اور انہیں اس کا جواب اشعار کی صورت میں دیا جائے یا حمد ونعت یا منقبت پر مشتمل ہوں تو مندوب ہیں۔ہاں وہ اشعار جو جھوٹ پر مشتمل ہوں، کسی مسلمان کی ہجو اس میں کی گئی ہو، گناہ کی ترغیب پر مشتمل ہوں تو حرام ہیں۔ایسے ہی ان کو ایسا مشغلہ بنانا کہ انسان کو ذکر اللہ یا دین کی دیگر ضروریات سے غافل کر دے تو مکروہ ہیں۔

حوالہ جات

[1] لوئیس معلوف، المنجد۔ مؤسسۃ الفقھیہ للطباعۃ والنشر، تہران، ایران۔1934ء، ص895۔
Lois mālūf, Almunjid, Tehran,1934AD, p. 895

[2] راغب اصفہانی(205ھ)، حسین بن محمد بن المفضل، المفردات فی غریب القرآن، مکتبہ خیریہ، آرام باغ۔ کراچی، ص262۔
Al-Rāghīb Al-Isfahāni, Al-Mufradāt fi Gharīb al Qur'an, p.262

[3] سورۃ الم نشرح:3
Surah Alam Nashrah: 3

[4] الجرجانی، میر سید شریف، علی بن محمد، (م618ھ)، التعریفات، مطبوعہ دار الفکر بیروت۔1841ھ، ص19-29۔
Al-Jurjāni, mīr-sharīf, Ali bin Muhammad, Al-Tarifāt, pp. 19-29

[5] ایضا، ص29
Abid.

[6] اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیرِ اہتمام دانش گاہ، پنجاب لاہور۔1957ء، جلد11، ص۔275۔
Encyclopedia of Islami, Vol. 11, p. 275

[7] المنجد، ص۸۹۵۔
Lois mālūf, almunjad, p. 895

[8] موسوعۃ الفقھیہ، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ، الکویت، 1421ھ، ج62، ص211۔
(Encyclopedia of Jurisprudence, vol. 62, p. 211, Ministry of Endowments and Islamic Affairs, Kuwait (1421 AH)

[9] طبری، ابوجعفر، محمد بن جریر، (م311ھ)، تفسیر طبری، دارالمعرفۃ، بیروت، 1409ھ، ج4، ص199۔
Tabari, Abu Ja'far Muhammad ibn Jarīr, Tafsīr Tabari, p. 199, vol. 4, Dār al-Ma'rifah, Beirut, 1409.
[10] بغدادی، قاسم بن سلام، دستور العلماء، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، 1412ھ، ج2، ص751۔
Qāsim bin Salam Baghdādi, Dustūr ul ʿulamā, vol.2, p.751 Dār al-Ma'rifah, Beirut, 1412 AH.
[11] ایضا، ج2، ص751۔

Abid.

[12] احمد حسن زیات، (اُردو ترجمہ) تاریخ ادب عربی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1916ء، ص37۔
Ahmad Hassan Ziyāt, (Urdu translation) Tarikh Adab Arabi, p.37, 1916 AH.
[13] ولی الدین، محمد بن عبداللہ، خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، نور محمد اصح المطابع، دہلی، 1923ء، جلد2، ص904۔
Wali-ud-Dīn Muhammad ibn Abdullah, Khatīb Tabīizi, Mishkāt-ul-Masabīh, Vol 2, p. 904
[14] احمد حسن تاریخ ادب عربی، ص37
Ahmad Hassan Ziyāt, (Urdu translation) Tarikh Adab Arabi, p.37.
[15] اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد11، ص۔275۔

Encyclopedia of Islam, Vol. 11, p. 275

[16] احمد حسن زیات، (اُردو ترجمہ) تاریخ ادب عربی، ص37۔
Ahmad Hassan Ziyāt, (Urdu translation) Tarikh Adab Arabi, p.37.
[17] ایضا، ص349۔

Abid.

[18] سورۃالشعراء آیت ۲۲۴تا۲۲۶

Surah Al-Shoura: 244

[19] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، (م1418ھ)، تفسیر ضیاءالقرآن، مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلیکیشنز، لاہور، ط1399ھ، ج3، ص422۔
Pīr Mohammad Karam Shāh, Tafsīr Zia-ul-Qur'an, Zia-ul-Quran Publications, Lahore, Vol. 3, p. 422.
[20] سورۃالانبیاء۔ آیت ۵-۶

Surah Al-Anbia: 5

[21] تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن۔ سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 5۔
Maulana Ashraf Ali Thānvi, Bayān-ul-Qur'an, Surah Al-Anbia, Aya 5.
[22] سورۃ یٰسین آیت ۹۶۔

Surah Yaseen: 94

[23] ابوالحسنات، محمد احمد، قادری، مطبوعہ ضیاءالقرآن پبلیکیشنز، لاہور، ج1، ص232۔
Abul Hasanāt Ahmad Qādri,Tafsīr-ul-Hasanāt,vol.1, p.232

[24] بخاری، محمد بن اسماعیل، (م256ھ)، مطبوعہ نور محمد کراچی، رقم الحدیث:7563۔

Al-Bukhāri, Hadith No:7563

[25] الالبانی، صحیح الجامع، رقم الحدیث:7023۔

Al bani, Al-jamiʿ Saḥīḥ, Hadith No:7023

[26] البخاری، رقم الحدیث:1155۔

Al-Bukhāri, Hadith No:1155

[27] ابوالحسین، مسلم بن حجاج، القشیری، النیشابوری، (م261ھ)، الجامع الصحیح، مکتبۃ البشری کراچی، رقم الحدیث:2256۔

Abu Al-Hussain, Muslim Ibn Ḥajjāj, Al-Qushayri, Al-Nisabūri, Al-Jami' Al- Saḥīḥ Al- Muslim Hadith: 2256

[28] الالبانی، رقم الحدیث:669۔

Albāni, Al-jamʿ, Hadith No:669

[29] سورۃ الصّٰفّٰت، آیت53۔

Surah Al-Safāt: 53

[30] تھانوی، اشرف علی، مولانا، بیان القرآن۔ سورۃ الصّٰفّٰت، آیت53۔

Mūlāna Ashraf Ali Thānvi, Bayān-ul-Qurʾan, Surah Al-Saffāt, Ayat 53.

[31] سورۃ الطور۔ آیت3۔

Al-Tūr: 3

[32] عثمانی، شبیر احمد، مولانا، تفسیر عثمانی، دارالاشاعت، کراچی، ج3، ص564۔

Usmāni, Shabīr Ahmad,Tafsīr-e-Usmāni,vol.3, p. 564

[33] سورۃ الحاقہ۔ آیت41۔

Al-Hāqa: 41

[34] مودودی، ابوالاعلی، تفہیم القرآن، ترجمان القرآن، لاہور، ج5، ص344۔

Mūdūdi, Abu al-Aʿla, Tafhīm-ul- Qurʾan, Tarjumān-ul- Qur'an, vol 5, p. 344

[35] ابوعیسی الترمذی، محمد بن عیسی، (م279ھ)، الجامع السنن، قدیمی کتب خانہ کراچی، رقم الحدیث:2852۔

Jami' al-Tirmidhi: 2852

[36] ابن ماجہ، ابوعبداللہ، محمد بن یزید، (م273ھ)، مطبوعہ نور محمد کراچی، رقم الحدیث:3757۔

Ibn-e-Māja, Muhammad bin Yazīd, Hadith:3757

[37] الالبانی، رقم الحدیث:613۔

Albāni, Al-jamiʿ, Hadith No:613

[38] مشکوۃ شریف ج2، ص904۔

Wali-ud-Dīn Muhammad ibn Abdullah, Khatīb Tabrīzi, Mishkāt-ul-Masabīh,vol. 2, p. 904

[39] جامع الترمذی، ابواب الآداب۔ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل۔ پاکستان چوک کراچی، ج3، ص211۔

Jami' al-Tirmidhi: vol.3, p. 211

[40] دار قطنی، سنن دار قطنی کتاب المکاتب، باب خیر الواحد یوجب العمل، ج4 ص551۔ رقم:2۔

Sunan Dār-e-Qutni, Hadith:2

[41] المغنی ج9، ص771۔

Ibn-Qudāma, Al-Mughni, vol.9, p. 771

[42] ابن العربی، ابو بکر، محمد بن عبداللہ، مالکی، احکام القرآن، دار العلم، بیروت، لبنان، ج1، ص354۔

Ibn al-ʿArabi, Abu Bakr Muhammad ibn Abdullah, Malikī, Aḥkam al-Qurʾan, vol.1, p. 354.

[43] نووی، شرح مسلم، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔ ج15، ص41۔
Sharaḥ Navavi, Imām Nawavi,vol.15, p. 41, M. Saeed Company Karachi.

[44] منصور علی ناصف، شیخ، التاج الجامع للاصول فی احادیث رسول اللہ ﷺ، مکتبہ دار الاحیاء الکتب العربیہ۔ ج5، ص280۔
Mansūr Ali Nasif, Sheikh, Al-Tāj Al-Jami' fi Ahadith Rasūlullah, vol. 5, p. 280

[45] ایضا، ج5، ص280۔
Abid.

[46] ایضا، ج5، ص280۔
Abid.

[47] ایضا، ج5، ص280۔
Abid.

[48] عسقلانی، احمد بن علی بن حجر۔ فتح الباری۔ المطبعۃ السلفیہ، القاھرہ۔ مصر۔ ج10، ص935۔
ʿAsqlāni Ibn Ḥajar, Fath al-Bāri vol. 10, p. 935. Salafi Press, Cairo Egypt

[49] ابن عابدین، محمد امین، ردالمختار علی درالمختار، مطبہ الکبریٰ الأمیریہ۔ ج1ص23۔
Ibn Abedīn, Muhammad Amin, Rad-al-Mukhtār, vol. 1, p. 23

[50] ابو عبداللہ القرطبّی، محمد بن احمد، تفسیر قرطبّی، انتشارات ناصر خسرو، ایران۔ ج31، ص641۔
Qurtabī Abu ʿAbdullah Muhammad ibn Ahmad, Tafsīr Qurtubi, vol. 31, p. 144

[51] ابن عابدین، ردالمختار علی درالمختار، ج ا ص23۔
Ibn Abedīn, Muhammad Amin, Rad-al-Mukhtār, vol. 1, p. 23

[52] ایضا، ج1، ص23۔
Abid.

[53] قرطبّی، تفسیر قرطبّی۔ ج15، ص45۔
Qurtabī Abu ʿAbdullah Muhammad ibn Ahmad, Tafsīr Qurtubi, vol. 15, p. 45

[54] الفروع۔ ج6، ص575۔
Al-Foroʿ, vol.6, p. 575

[55] ابوزکریا، یحییٰ بن شرف، نووی، بستان العارفین، مکتبۃ التراث الاسلامی، بیروت۔ ص53۔
Abū Zakaria, Yaḥya ibn Sharaf al-Nawawī, Bustān al-Arfīn, p.53, Maktaba al Turās, Beirut.